RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

نکاح کی اہمیّت، فضائل واقسام اور جدید مسائل، تعلیماتِ نبویّہ کی روشنی میں

Importance, supremacy, types and modern arguments of Nikkah, in the light of teaching of Prophet Muhammad S.A.W

AUTHORS

1. Dr. Qazi Abdul Manan, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Abasyn University Peshawar. Email: qaziabdulmanan@yahoo.com
2. Hafiz Abdul Wahid Faridi, Ph.D Scholar, Department of Seerah Studies, University of Peshawar.

How to Cite: Dr. Qazi Abdul Manan, and Hafiz Abdul Wahid Faridi. 2021. "URDU: نکاح کی اہمیّت، فضائل واقسام اور جدید مسائل، تعلیمات نبویّہ کی روشنی میں: Importance, Supremacy, Types and Modern Arguments of Nikkah, in the Light of Teaching of Prophet Muhammad S.A.W". *Rahatulquloob* 5 (2), 62-77. https://doi.org/10.51411/rahat.5.2.2021/314.
URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/314
Vol. 5, No.2 || July–Dec 2021 || URDU-Page. 62-77
Published online: 23-07-2021

QR. Code

نکاح کی اہمیّت، فضائل واقسام اور جدید مسائل، تعلیماتِ نبویہّ کی روشنی میں

Importance, supremacy, types and modern arguments of Nikkah, in the light of teaching of Prophet Muhammad S.A.W

[1] قاضی عبد المنان، [2]عبد الواحد فریدی

ABSTRACT

Marriage is a contract between two mature and responsible individuals. Nikha is the most significant part of Islamic marriage ceremony. It is an agreement between husband and wife in form of contract. It has been clearly mentioned in the Holy Quran and in Hadith. Sex is a need of every human species. In order to differentiate between human beings and animals, Islam has presented the marriage contract in a form of nikha to legalize sex for Muslims. In the sphere of life, husband and wife are like two wheels of a cart in which they share equal rights and responsibilities. The Holy Quran has clearly stated these rights and responsibilities which are given to both these genders. If a woman wants to terminate her nikha or if she wishes to get separated from her husband, she has given the right of Khula just like the male who has the right to dissolve his marriage by giving divorce.

Keywords: Nikha, Contract, The Holy Quran, Hadith, Sex, legalize, Khula, Divorce-

نکاح اسلامی تعلیمات میں سے ایسا عمل ہے جس کی شریعتِ مطہرہ میں ایک مسلّم حیثیت ہے، اپنی اسی حیثیت کے اعتبار سے بعض فقہاء[1] رحمہم اللہ نے فرمایا کہ: "نکاح اور ایمان "سیدنا آدمؑ سے شروع ہو کر جنّت میں بھی انجام پائیں گے"۔ قرآنِ مجید میں بھی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے کہ: وَزَوَّجۡنٰهُم بِحُورٍ عِينٍ [2]"اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کر دیں گے"۔ نکاحِ شرعی کی اس حیثیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ امورِ تکوینیہ میں سے نکاح بھی ایک ایسا عمل ہے جس کی من جانب اللہ تعلیم ہے اور من جانب رسول اللہ ﷺ تعلیم وترغیب ہے۔ نکاح کا عنوان یقیناً بہت سے محققین وکتب میں ضمناً یا ارادۃً موضوعِ بحث رہ چکا ہو گا البتہ اس تحقیقی آرٹیکل میں نکاح کے بہت سے ایسے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اس موضوع کو باقی تحریروں سے منفرد بنا کر اس کی افادیت وموزونیّت کو عام وتام بنادے۔

"نکاح" کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

عربی زبان میں لفظِ نکاح عقد اور وطی کے معنیٰ میں آتا ہے۔ صاحبِ مقاییس اللغۃ لکھتے ہیں: النُّونُ وَالْكَافُ وَالْحَاءُ أَصْلٌ وَاحِدٌ، وَهُوَ الْبِضَاعُ ۔۔۔۔۔۔ وَالنِّكَاحُ يَكُونُ الْعَقْدَ۔ [3]۔ قرآنِ مجید میں بھی لفظِ نکاح عقد اور وطی یعنی جماع کے معنیٰ میں ہوا ہے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ [4]۔ "اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا (کسی وقت) نکاح (جماع) کر چکے ہوں، تم انہیں نکاح میں نہ لاؤ۔ جب کہ اصطلاح میں نکاح مرد وعورت کے مابین ایسے عقد کو کہتے ہیں جس میں ہر دو ایک دوسرے کی منفعتِ خاص یعنی جماع کی ملکیت حاصل کر لیں[5]۔

نکاح کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم:

زمانۂ جاہلیت میں نکاح کی مختلف صورتیں پائی جاتی تھیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: أن النكاح في الجاهلية كان على أربعة أنحاء: فنكاح منها نكاح الناس اليوم: يخطب الرجل إلى الرجل وليته أو ابنته، فيصدقها ثم ينكحها، ونكاح آخر: كان الرجل يقول لامرأته إذا طهرت من طمثها: أرسلي إلى فلان فاستبضعي منه، ويعتزلها زوجها ولا يمسها أبدا، حتى يتبين حملها من ذلك الرجل الذي تستبضع منه، فإذا تبين حملها أصابها زوجها إذا أحب، وإنما يفعل ذلك رغبة في نجابة الولد، فكان هذا النكاح نكاح الاستبضاع. ونكاح آخر: يجتمع الرهط ما دون العشرة، فيدخلون على المرأة، كلهم يصيبها، فإذا حملت ووضعت، ومر عليها ليال بعد أن تضع حملها، أرسلت إليهم، فلم يستطع رجل منهم أن يمتنع، حتى يجتمعوا عندها، تقول لهم: قد عرفتم الذي كان من أمركم وقد ولدت، فهو ابنك يا فلان، تسمي من أحبت باسمه فيلحق به ولدها، لا يستطيع أن يمتنع به الرجل، ونكاح الرابع: يجتمع الناس الكثير، فيدخلون على المرأة، لا تمتنع ممن جاءها، وهن البغايا، كن ينصبن على أبوابهن رايات تكون علما، فمن أرادهن دخل عليهن، فإذا حملت إحداهن ووضعت حملها جمعوا لها، ودعوا لهم القافة، ثم ألحقوا ولدها بالذي يرون، فالتاط به، ودعي ابنه، لا يمتنع من ذلك «فلما بعث محمد صلى الله عليه وسلم بالحق، هدم نكاح الجاهلية كله إلا نكاح الناس اليوم[6] ۔ "زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کر لیتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض (Menses) سے پاک ہو جاتی تو کہتا تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرا لے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں۔ پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی، تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا۔ ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح "استبضاع" کہلاتا تھا۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے ان تمام مردوں کو بلاتی۔ اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ پھر جب محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے آپ نے جاہلیت کے تمام

نکاحوں کو باطل قرار دے دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے"۔ اسلام حیاء وپاک دامنی کی تعلیمات پر مبنی دینِ الٰہی ہے جس نے ہر قسم کے فواحش ومنکرات کا ازالہ کر کے فرد ومعاشرے کو عفت وعصمت پر مبنی تعلیمات دی ہیں اس لئے ایسے تمام نکاح جن سے اِصالۃً یا دلالۃً گناہ یا اس کے طرف لے جانے والے دروازے کھلے، ان پر حرمت کی مہر ثبت کر دی ہے۔

شرعی نکاح کے علاوہ مروّجہ نکاحوں کا تعارف وشرعی حکم:

باوجود اسلام کی واضح تعلیمات کے آج بھی ایسے نکاح پائے جاتے ہیں جو دین کے سراسر خلاف ہیں: جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

نکاحِ متعہ: نکاحِ متعہ ابتداءِ اسلام میں پایا جانے والے وقتی نکاح تھا جو بعد میں بالاجماع حرام ٹھہرا دیا گیا اور احادیث مبارکہ میں اس کی حرمت کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا۔ نکاحِ متعہ کی سب سے بہترین وضاحت صاحب فتح القدیر نے یوں ذکر کی ہے کہ: وَمَعْنَاهُ الْمَشْهُورُ أَنْ يُوجَدَ عَقْدًا عَلَى امْرَأَةٍ لَا يُرَادُ بِهِ مَقَاصِدَ عَقْدِ النِّكَاحِ مِنْ الْقَرَارِ لِلْوَلَدِ وَتَرْبِيَتِهِ بَلْ إلَى مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ يَنْتَهِي الْعَقْدُ بِانْتِهَائِهَا أَوْ غَيْرِ مُعَيَّنَةٍ بِمَعْنَى بَقَاءِ الْعَقْدِ مَا دُمْت مَعَك إلَى أَنْ أَنْصَرِفَ عَنْك فَلَا عَقْدَ[7]۔ "نکاحِ متعہ سے مقصود ایک ایسا عقد ہے جس میں حصولِ اولاد اور ان کی تربیت مدِ نظر نہیں رہتی، بلکہ ایک مدتِ معیّن تک عقد کیا جائے، اور اس معین مدت کے پورا ہوتے ہی عقد ختم ہو جائے یا عقدِ غیر معین مدت کے لئے طے پائے، لیکن مقصد یہ رہے کہ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں، عقد باقی رہے گا، میری واپسی کے ساتھ ہی عقد ختم ہو جائے گا"۔

نکاح سے مقصودِ حقیقی حصولِ اولاد اور نفس وزنا اور اس کے طرف لے جانے والے امور سے محفوظ رکھنا ہے جو کہ یہاں فوت ہو رہے ہیں اس لئے اسلام نے اس راستے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے سیدنا سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ، فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا، فَقَالَتْ: مَا تُعْطِي؟ فَقُلْتُ: رِدَائِي، وَقَالَ صَاحِبِي: رِدَائِي، وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي، وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ، فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا، وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِ، فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ الَّتِي يَتَمَتَّعُ، فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا[8]"ہم کو رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک شخص دونوں نکلے اور قبیلہ بنی عامر کی ایک عورت کو دیکھا کہ گویا ایک جوان اونٹنی تھی دراز گردن صراحی نما۔ سو ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا۔ وہ بولی: مجھے کیا دوگے؟ میں نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق کی چادر میری چادر سے اچھی تھی مگر میں اس کی نسبت جوان تھا۔ جب وہ میرے رفیق کی چادر دیکھتی تو اس کو پسند آتی اور جب مجھے دیکھتی تو میں اس کو پسند آتا، پھر اس نے کہا کہ تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے۔ اور میں اس کے پاس تین روز رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" : جس کے پاس ایسی عورت ہو کہ اس سے متعہ کیا ہو تو اسے چھوڑ دے"۔

"نکاحِ متعہ" کی حرمت پر اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں۔ جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا اس قسم کے نکاح سے کوئی تعلق نہیں۔

نکاح شغار: نکاحِ شغار جسے عرف میں "وٹّہ سٹّہ" کا نکاح بھی کہتے ہیں زمانۂ جاہلیت کے نکاح میں سے ایک ہے، موجودہ زمانے میں بھی یہ ادلے بدلے کے طور پر پایا جاتا ہے جس میں اگرچہ مہر معاف نہیں کیا جاتا البتہ دونوں کا نکاح ایک جتنا ہی مہر مقرر کر کے کیا جاتا ہے، بہر حال اس قسم

کے نکاح کرنے سے بھی شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا۔ اگر کسی نے کر لیا تو منعقد ہو جائے گا البتہ مہر، مہر مثل دیان لازم ہو گا۔ نکاحِ شغار کی حرمت احادیثِ طیبہ میں مذکور ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: أن رسول الله ﷺ نهى عن الشغار، والشغار أن يزوج الرجل ابنته على أن يزوجه الآخر ابنته، ليس بينهما صداق۔[9] رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی (بیٹی یا بہن) اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرے"۔

نکاحِ مسیار: "نکاحِ مسیار" بھی نکاح کی ایک قسم ہے جس میں نکاح ہونے کے بعد بیوی اپنے حقوق (جیسے نفقہ، سکنہ وغیرہ) شوہر کو معاف کر دیتی ہے، وہ اپنے والدین کے ہاں یا کسی اور جگہ رہتی ہے اور شوہر کی رہائش کسی اور مقام پر ہوتی ہے۔ عام طور پر اس نکاح کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور جب کبھی میاں بیوی کو باہم ملنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ جمع ہو کر حقوق زوجیت ادا کرتے ہیں۔ اس قسم کے نکاح میں شرائطِ نکاح یعنی ایجاب و قبول، گواہ وغیرہ پائے جاتے ہیں، اسی طرح حق مہر اور کفاءت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے البتہ نکاح کے اصلی مقاصد سے اعراض وانکار اور توالد وتناسل سے گریز پائے جانے کی وجہ سے یہ نکاحِ خلافِ سنت ہے نکاح کے مقاصد کو امام سرخسیؒ نے یوں بیان فرمایا ہے "ثُمَّ يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْعَقْدِ أَنْوَاعٌ مِنْ الْمَصَالِحِ الدِّينِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ مِنْ ذَلِكَ حِفْظُ النِّسَاءِ وَالْقِيَامُ عَلَيْهِنَّ وَالْإِنْفَاقُ، وَمِنْ ذَلِكَ صِيَانَةُ النَّفْسِ عَنْ الزِّنَا، وَمِنْ ذَلِكَ تَكْثِيرُ عِبَادِ اللَّهِ تَعَالَى وَأُمَّةِ الرَّسُولِ ﷺ وَتَحْقِيقُ مُبَاهَاةِ الرَّسُولِ[10]" اس عقد کے ساتھ بے شمار دینی اور دنیوی مصلحتیں متعلق ہوتی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: عورتوں کی حفاظت و نگرانی، ان کا نان ونفقہ، زنا سے بچنا، اللہ تعالی کے بندوں سے اور رسول اللہ ﷺ کی امتوں کی کثرت، (بروزِ قیامت) رسول اللہ ﷺ کے فخر کا متحقق ہونا، جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ[11] "نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ، تمہاری کثرت ہو گی، سو میں قیامت کے دن تمہارے سبب فخر کروں گا، نکاح کا سبب اس بقا کا تعلق ہے جو اپنے وقتِ مقررہ تک کے لیے مقدر ہے، اور یہ بقا تناسل سے ہی ممکن ہو گا"۔

البتہ اس قسم کے نکاح مقاصدِ نکاح فوت ہو جاتے ہیں نیز نکاح جہاں رائج ہے وہاں نکاح کی اہمیت کا فوت ہونا مشاہدے میں ہے اور عورتوں کا استحصال بھی بکثرت پایا جارہا ہے اس لئے بہت سے معاصر فقیہ النفس علماء نے اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس لئے اس سے حتی الوسع احتیاط واحتراز کرنا چاہئے۔

نکاحِ مؤقت: نکاحِ مؤقت ایسے نکاح کو کہا جاتا ہے جس میں مرد وعورت دونوں نکاح اس شرط پر کریں کہ ایک خاص مدت تک اسے پورا کر کے علیحدگی اختیار کر لیں گے، صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ: "والنكاح المؤقت باطل" مثل أن يتزوج امرأة امرأة بشهادة شاهدين إلى عشرة أيام"[12] اور نکاحِ مؤقت باطل ہے، مثلاً کسی عورت سے دو گواہوں کی گواہی میں شادی کی کرے دس دن (یعنی تحدید) کے ساتھ"۔

چوں کہ نکاحِ متعہ کی طرح نکاحِ مؤقت بھی اپنی اصل یعنی مقاصدِ نکاح کے حصول پر مشتمل نہیں، اس لئے یہ نکاح بھی باطل ہے۔

کم سنّی / عمری میں نکاح: شریعتِ مطہرہ نے اسلام میں خاندانی نظام کو اہمیت دی ہے جس میں ایک باپ اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم اور ان کی روحانی وجسمانی ضروریات پوری کرنے کا شرعاً واخلاقاً بھی پابند ہے اور قانوناً بھی، نکاح یقیناً اولاد کی فردی ومعاشرتی ضرورت ہے جس کے پورا کرنے کی ذمہ داری اس کے والدین / اولیاء پر شریعت نے ڈال رکھی ہے۔ اس تمہید کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ دنیا میں

عقول متفاوت ہیں جن کو کسی شرعی پیمانے کے لئے مدار نہیں ٹھہرایا جاسکتا، اس لئے شریعتِ مطہرہ نے فرد و معاشرے کے لئے قوانین وضع کرنے میں وحی کو اختیار دیا ہے یا پھر وحی کی روشنی میں اربابِ حل و عقد کو اصولِ شرع کی روشنی میں قانون سازی کا۔ شریعتِ اسلامیہ میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صغر سنّی یعنی کم عمری کے نکاح کے دو پہلو ہیں ایک عدمِ بلوغت، کہ جس کے لئے نفسِ جواز خود ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے اماں عائشہ رضی اللہ کے نکاح کا عمل ہے کہ ان کا نکاح صحیح روایات سے ثابت شدہ دلیل کی بنیاد پر چھ سال ہے اور ان کا نکاح 9 سال کی عمر ہوا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ: تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ۔[13] "نبی ﷺ نے ان سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا اور نو برس کی عمر میں صحبت کی اور آپ ﷺ کا جب انتقال ہوا تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں"۔ البتہ یہاں اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل وہاں کے خاص ماحول کی بناء پر بھی تھا اور بعض روایات میں اس بات کا ذکر بھی ہے کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا میں ازدواجی لیاقت پیدا کرنے کے لئے انہیں ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا خاص خوراک بھی کھلاتی تھیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ تک دین کے احکامات کو پہنچانے کے لئے ان میں فطری طور سے وہ صلاحیت پیدا کر دی تھی کہ جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور دوسرا پہلو بلوغت کے بعد نکاح کرنا پر مشتمل ہے، جس کا انحصار مختلف علاقوں، جسمانی ساخت و خوراک پر مبنی ہوتا ہے۔ نکاح سے جتنے بھی مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں ان میں سے تمام کا تحقّق بلوغت پر منحصر ہے اس لئے شریعت کی عمومی تعلیم بھی یہی ہے کہ لڑکی / لڑکے کا نکاح بعد از بلوغت کرنا بہت سے ظاہری و باطنی اور فرد و معاشرے کی ضرورت پر مبنی فوائد کے لئے ضروری ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی اس کی تعلیم و ترغیب موجود ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ س مرفوعاً مروی ہے کہ: "فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ "۔[14]: تورات میں ایسا لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہو گئی اور اس (کے باپ نے اس کی) شادی نہیں کروائی،، پھر وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوئی تو اس (کا) گناہ اسے (یعنی باپ کو) بھی ہو گا "۔ ایک دوسری حدیثِ مبارک میں مزید وضاحت کے ساتھ یوں ذکر ہے کہ: "مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ"[15]۔ "جس کے اولاد (پیدا) ہو تو وہ اس کا اچھا نام (رکھے) اور اچھی تربیت دے، اور پھر جب وہ بالغ ہو جائے اس حال میں کہ اس کی شادی نہ کرائی اور اس نے گناہ کر لیا تو یقیناً اس کا گناہ اس کے باپ پر بھی ہو گا"۔

نکاح کے ارکان یعنی ایجاب و قبول اور دو گواہ:

نکاح کے بنیادی طور پر دو ارکان ہیں یعنی ان دونوں کے بغیر نکاح کا تصور ہی ممکن نہیں اس لئے انہیں ارکانِ نکاح یا فرائضِ نکاح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایجاب و قبول اور اس سے متعلق مسائل:

نکاح دو اجنبیوں کو ایک دوسرے کے لئے حلال کرنے کا نام ہے اس لئے اس کے لئے شرعاً کچھ شرائط بھی ہیں۔ پہلی شرط ایجاب و قبول ہے۔ اور ایجاب و قبول کا ایک ہی مجلس میں ہونا ضروری ہے اگر مجلس تبدیل ہو گئی تو ایجاب و قبول معتبر نہیں ہو گا۔ پیغام دینے یعنی پیش کش کرنے کو ایجاب کہتے ہیں، خواہ کسی کی طرف سے بھی ہو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی (یا ان کے وکلاء)۔

پہلی شرط: ایک ہی مجلس میں ہو، اگر مجلس / محفل ایک نہیں ہو گی تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ مجلس کے ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی جس مجلس / محفل میں ایجاب و قبول دونوں ہوں۔ مثلاً اگر ایجاب و قبول کی جگہ بدل جائے یا کوئی ایک مجلس سے اٹھ جائے پھر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ: (وَأَمَّا) الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى مَكَانِ الْعَقْدِ فَهُوَ اتِّحَادُ الْمَجْلِسِ إِذَا كَانَ الْعَاقِدَانِ حَاضِرَيْنِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ حَتَّى لَوْ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ لَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ"۔"[16]

دوسری شرط میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے: (الف) ایجاب و قبول کا تلفظ یعنی زبان سے ادا کرنا ضروری ہے ایسے شخص کے لئے جو اس کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ اور دونوں مجلس میں موجود ہیں تو ایجاب و قبول کی منظوری زبان سے دینا ضروری ہے۔ مثلاً ایجاب یوں کرے "میں نے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا" اور دوسرا قبول یوں کرے کہ "ہاں میں نے قبول کیا" اگر ایجاب و قبول کے الفاظ لکھ دیے جائیں، یا صرف سر کو ہلا دیا جائے یا نکاح نامہ میں صرف دستخط کر دیے جائیں تو ان صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

(ب) بالفرض اگر نکاح کرنے والوں میں سے کوئی ایک مجلس میں موجود نہ ہو، مگر اس کی طرف سے اس کا ولی / وکیل وغیرہ جس کو اس نے نکاح کرانے کی اجازت دی ہے، موجود ہو تو وہ خود اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔ مثلایوں ایجاب کرے "میں نے فلاں مرد / لڑکے یا فلاں عورت / لڑکی کا نکاح آپ سے بعوض اتنے مہر کیا، اور قبول اس طرح کرے "ہاں میں نے فلاں یا فلانہ کی طرف سے قبول کیا" یا قاضی / نکاح خواں ولی اور وکیل کا ترجمانی کر کے ان کی موجودگی میں ایجاب و قبول کرادے تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) اگر کوئی ولی / وکیل بھی موجود نہ ہو تو اگر کوئی ایک ایجاب لکھ کر بھیج دے اور دوسرا جس مجلس میں ہو، اسی میں ایجاب کی تحریر گواہوں کی موجودگی میں پڑھ کر یا کسی سے پڑھوا کر زبان سے قبول کرلے تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

تیسری شرط: ایجاب و قبول کے صیغے یعنی الفاظ زمانہ ماضی یا حال کے ہوں، جیسے "میں نے آپ سے نکاح کیا یا نکاح کرتا ہوں" اور اسی طرح "میں نے قبول کیا یا میں قبول کرتا ہوں" یا مجھے قبول ہے وغیرہ الفاظ کہے، پس اگر مستقبل کے صیغے استعمال کیے جائیں، مثلاً یوں کہا کہ نکاح کروں گا، قبول کروں گا یا ٹھیک ہے کرلوں گا وغیرہ تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

چوتھی شرط: ایجاب و قبول دو ایسے مسلمان، عاقل و بالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ہو جو جانبین کے ایجاب و قبول کے الفاظ کو سن سکیں اگر دو گواہ نہ ہوں یا گواہ تو ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں، یا صرف عورتیں / نابالغ یا غیر عاقل ہیں، تو نکاح باطل ٹھہرے گا

جدید ٹیکنالوجی پر مبنی آلات کے ذریعے نکاح کا شرعی حکم:

ٹیلی فون، موبائل فون، واٹس ایپ، فیس بک میں، میسنجر، چیٹنگ یا آڈیو / ویڈیو کانفرس کال کے ذریعے نکاح کرنا جائز منعقد نہیں ہو سکتا، کیوں کہ دونوں کی مجلس ایک نہیں ہے اور نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مجلس و محفل ایک ہو (جیسا کے اوپر بیان ہو چکا) البتہ اگر ان ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے کسی کو وکیل بنا دیا جائے اور وہ وکیل اپنے موکل (یعنی جس نے وکیل بنایا ہے) کی طرف سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب یا قبول کرلے، تو پھر نکاح صحیح ہو جائے گا۔

عدالتی نکاح یعنی کورٹ میرج کا شرعی حکم:

موجودہ زمانے میں عدالتی نکاح یعنی کورٹ میرج نے بھی مروّجہ طرقِ نکاح میں سے ایک مستقل صورت اختیار کرلی ہے۔اولاد کو شرعاً اپنے ولی کی سرپرستی میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر کورٹ میرج یا خفیہ طور پر نکاح کرنا عُرفاً شرم وحیا کے بھی خلاف ہے اور کئی آئمہ کرام کے مذہب کے بھی خلاف ہے اس لئے اولاً اس کی حوصلہ افزائی کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی بالغہ لڑکی باقاعدہ ایجاب وقبول اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرلے اور نکاح بھی کفوٴ(یعنی برابری) اور مہرِ مثل کے ساتھ کیا ہو، تو شرعاً یہ نکاح احناف کے نزدیک منعقد ہو جائے گا اور والدین / اولیاء کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہو گا۔ البتہ اگر نکاح مہرِ مثل (یعنی ایسا مہر جو عام طور ہر اس کے خاندان کی عورتوں کا مہر وقتِ نکاح مقرر ہوتا ہے) سے کم پر ہوا، تو لڑکی کے اولیاء / والدین کو حقِ اعتراض حاصل ہے جب تک شوہر مہر کو مہرِ مثل کے برابر نہ کردے بصورتِ دیگر عدالت کے ذریعے اولیاء اس نکاح کو فسخ کرواسکتے ہیں۔اور اگر لڑکا اس لڑکی کا کفوٴ(ہم پلّہ یعنی نسب، پیشے، تعلیم، ذات وغیرہ میں) نہیں یا انہوں نے ایجاب وقبول کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں نہیں کیا تھا تو شرعاً یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔

نکاحِ باطل اور نکاحِ فاسد کا تعارف اور فرق:

نکاح کے لئے جو بنیادی شرائط اوپر ذکر ہوئیں کہ جن کے بغیر نکاح کا تصور ممکن نہیں، اگر کوئی نکاح ان مذکورہ بالا امور میں سے کسی امر پر مبنی و مشتمل ہو تو وہ نکاح باطل ہو گا، مثلاً یہ کہ گواہوں کی گواہی کے بغیر نکاح کیا جائے، یا پھر جبر واکراہ سے کسی کے ساتھ نکاح کیا جائے یا پھر کسی ایسے مرد یا عورت سے نکاح کیا جائے جو پہلے سے ہی کسی کے نکاح میں ہوں وغیرہ وغیرہ۔جب کہ نکاحِ فاسد ایسے نکاح کو کہتے ہیں جس میں شرائط / ارکانِ نکاح تو مکمل ہوں البتہ فساد کسی خارجی وجہ سے پایا جائے، مثلاً عدت میں نکاح کرنا فاسد ہے کیوں کہ عدت میں نکاح شرعاً غیر معتبر ہے۔

نکاح کی اہمیت وفضیلت:

نکاح ایک ایسا کثیر الفوائد عمل ہے کہ جس کی اہمیت تمام آسمانی وغیر آسمانی ادیان و مذاہب میں رہی ہے۔البتہ اس کی صورتیں مختلف شریعتوں میں وقت وحالات کے تغیر کے ساتھ مختلف رہی ہیں لیکن اس ردّوبدل کے باجود بھی اس کی حقیقت اپنے طور سے قطعی ویقینی ہی ہے۔ قرآنِ مجید میں نکاح کی اہمیت مختلف صیغوں اور اعتبارات سے ذکر ہے اور لفظِ نکاح مختلف چودہ آیات میں اٹھارہ بار ذکر ہوا ہے۔ حتیٰ کہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے خود غیر شادی شدہ مرد وعورت کے حق میں نکاح کا حکم دے کر ذکر فرمایا ہے کہ:وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ [17]۔"تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہوا ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ"۔اور انہی تاکیدی احکامات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے ایک اور ایک سے زائد نکاح کا اہتمام فرمایا۔خود صاحبِ اسوۂ حسنہ رسول اللہ ﷺ نے گیارہ تک نکاح کئے اور امتِ مسلمہ کے لئے اس کی اہمیت اجاگر فرمائی۔ قرآنِ مجید کی اسی آیت میں بطورِ اہمیت جس بات کا ذکر ہے وہ ہے "غناء"یعنی حالتِ فراخی کا مادی اور قلبی وذہنی طور پر حصول، جو کہ انسانی زندگی کے لئے اہمیت پر مبنی انعامات ہیں۔

نکاح کی اہمیت سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی روشنی میں: نکاح کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال سے بھی ثابت ہے

نکاح کرنا نصفِ ایمان کی حفاظت کرنا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو نصفِ ایمان کی تکمیل کا ضامن و ذریعہ فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي۔[18]

ترجمہ: جس نے شادی کی اس (کا) نصفِ ایمان مکمل کر لیا، پس (اب) باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

اس حدیثِ مبارک میں نکاح کو نصفِ ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے ایمان سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، اور چوں کہ نکاح کے ذریعے انسان کی فطری خواہش کے لئے ایک جائز محل میسر آجاتا ہے اور اس طرح وہ بہت سے گناہ اور اسبابِ گناہ میں مبتلا ہونے سے ظاہری طور پر بآسانی بچ سکتا ہے اس لئے گویا کہ اس کا نصف ایمان نکاح کی بدولت کاملیت کو پہنچ گیا۔

نکاح کرنا تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی مشترکہ سنت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام کی سنت قرار دیا۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ[19]۔ چار چیزیں انبیاء کرام (علیہم السلام) کی سنت میں سے ہیں: حیاء، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح"۔ مسلمانوں کے لئے نکاح ایک ایسی عبادت ہے جس میں وہ انبیاء و رسولوں کی اتباع کر سکتے ہیں گویا کہ نکاح کرنے میں وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشترک ہیں یہی مسلمانوں کی خوش بختی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ دینِ اسلام یک تنہا وہ کامل دین ہے جو تمام انبیاء و رسولوں پر ایمان رکھنے کو قرآن و سنت میں ایمان کا حصہ ٹھہراتا ہے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ[20] "یہ رسول ﷺ اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں"۔ اس لئے مسلمانوں کے دین کے حوالے سے ہی انہیں تمام نبیوں و رسولوں کی اتباع نصیب ہونا ممکن ہو سکی۔

نکاح کرنا اپنی شرمگاہ کو گناہ سے محفوظ کرنا ہے:

نکاح کرنا مؤمن کے لئے اس کی عفت و عصمت اور شرم گاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، عَلَيْكُمْ بِالبَاءَةِ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ[21] "اے جوانو! تمہیں نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے"۔ اس حدیثِ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے نوجوانوں کو خصوصی خطابِ رحمت فرما کر ان کو نکاح کی ترغیب دی بعض احادیثِ مبارکہ میں بیوہ (اور ضمناً بے نکاحی عورت) کے لئے بھی ایسی ترغیب ذکر ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ، وَالجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا[22]۔ اے علی، تین چیزوں میں تاخیر مت کر، نماز، جب کہ اس کا وقت ہو جائے، جنازہ، جب کہ وہ آجائے اور بیوہ، کہ جب اس کا کفو (برابری، ہمسر) پالے"۔ اس دونوں احادیث میں احکاماتِ شریعت کے زیادہ قابلِ توجہ افراد کو نکاح کی تعلیم و ترغیب دینے سے مقصود یہی ہے کہ زنا اور دواعیٔ زنا کا قلع قمع ہو جائے اور معاشرے میں احکامِ خداوندی بآسانی بول بالا ہو سکے۔

نکاح کرنا رسول اللہ ﷺ کا سنت طریقہ ہے:

نکاح کرنا سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ: النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي [23]۔ "نکاح کرنا میری سنت ہے پس جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ میرا نہیں ہے۔" اس حدیثِ مبارک میں نکاح کو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے تعبیر کرنے سے ایک مقصد یہ بھی ہے امتِ اسلامیہ کے لئے آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ایک کامل و مکمل اسوۂ حسنہ ہے قرآنِ مجید نے اس کو بہت ہی واضح انداز میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا [24] "حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یومِ آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو"۔

نکاح کرنا رسول اللہ ﷺ کی فطرت ہے:

فطری اشیاء انسانی طبیعت کی خواص کا لازمی حصہ ہوتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو اپنی فطرت فرمایا، سیدنا عبید بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ فِطْرَتِي فَلْيَسْتَنَّ بِسُنَّتِي، وَمِنْ سُنَّتِي النِّكَاحُ۔ [25] "جو میری فطرت سے محبت رکھتا ہے، وہ میری سنت پر عمل کرے اور میری سنت میں سے نکاح بھی ہے"۔

نکاح نہ کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی وعید و ناراضگی پر مبنی ارشاداتِ مبارکہ:

شریعتِ مطہرہ میں نکاح کرنے کی جہاں تاکید و فضیلت مذکور ہے وہی نکاح نہ کرنے یا اسبابِ ظاہر یہ ہوتے ہوئے نکاح سے اِعراض وانکار کرنے پر وعیدیں اور زجر و توبیخ بھی وارد ہے۔

نکاح نہ کرنے والے سے رسول اللہ ﷺ کا اعلانِ براءت فرمانا:

رسول اللہ ﷺ نے باوجود قدرت و وسعت رکھتے ہوئے نکاح نہ کرنے والے سے براءت کا اظہار فرمایا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، يسألون عن عبادة النبي صلى الله عليه وسلم، فلما أخبروا كأنهم تقالوها، فقالوا: وأين نحن من النبي ﷺ؟ قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبدا، وقال آخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال آخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبدا، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم إليهم، فقال: «أنتم الذين قلتم كذا وكذا، أما والله إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني [26]" تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی کریم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی کریم ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان سے

پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں "فمن رغب عن سنتي فليس مني [27]" میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

بے نکاحی عورت اور مرد دونوں مسکین ومحتاج ہیں:

حضرت ابو نجیحؓ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ امْرَأَةٌ وَإِنْ كَانَ كَثِيرَ الْمَالِ مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ امْرَأَةٌ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ وَإِنْ كَانَتْ كَثِيرَةَ الْمَالِ۔[28] "مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو، (پھر فرمایا) مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو، اگرچہ وہ بہت مال والی ہو"۔

شریعتِ مطہرہ نے نکاح کیلئے چند بنیادی شرائط جو ذکر کی ہیں ان میں سے مال کا ہونا بھی شامل ہے، پھر باجود وسعت وقدرت علی المال کے جو بھی نکاح سے اعراض کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد وعورت کے لئے مسکین ومحتاج ہونا بتلایا ہے گو حقیقۃً ہو یا معنوی طور پر کیوں کہ نکاح خیرِ کثیر پر مبنی عمل ہے جس سے آل واولاد اور خاندانی طور پر شخصِ واحد چاہے مرد ہو یا عورت، کو طاقت ملتی ہے اور باجود مالِ کثیر کے نکاح نہ کرنے والا محتاج ومسکین ہی رہ جاتا ہے کہ مال بالآخر ختم ہونے والی چیز ہے۔ اور جو چیز یعنی نکاح اس سے ممکن الحصول تھا وہ حاصل نہ ہوسکا

نکاح کرنے کی اہمیت نفساتی طور پر بھی موجود ہے:

انسان کے اندر جو قوتیں فطرت نے ودیعت رکھ دی ہیں ان میں سے ایک قوّتِ غضبیّہ ہے اور دوسری قوّتِ شہویّہ۔ کہ اگر ان میں افراط (زیادتی) اور تفریط (کمی) پائی جائے تو ذہنی تناؤ اور الجھن کا باعث بن سکتی ہے جس سے انسان کا اندرونی اطمینان وسکون فوت ہوسکتا ہے۔

قوّتِ غضبیّہ: اگر اس میں افراط پایا جائے تو ظلم ہے اور اگر تفریط پائی جائے تو بزدلی ہے اور اعتدال ومیانہ روی شجاعت وبہادری ہے جو شرعاً، عرفاً اور عقلاً مطلوب ومستحسن ہے۔

قوّتِ شہویّہ: اگر اس میں افراط پایا جائے تو فسق وفجور اور زنا ہے اور تفریط نامردی اور جمور وخمود ہے اور اعتدال ومیانہ روی عفت وپاکدامنی ہے جو شرعاً، عرفاً اور عقلاً مطلوب ومستحسن ہے۔

نکاح کے مقاصد:

شریعتِ مطہرہ میں تمام اعمال وعبادات بے پناہ مقاصدِ ظاہریہ وباطنیہ پر مشتمل ہیں جن میں سے نکاح جیسے عمل کے مقاصد بھی کچھ ایسے ہیں کہ جن کا ظہور بطورِ نتیجہ مل کر رہتا ہے ذیل میں چند ایک مقاصدِ نکاح کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نکاح جنسی تسکین کا ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ مجید میں نکاح کو سکونِ قلبی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَ[29] "اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جاکر سکون حاصل کرو"۔ شریعتِ مطہرہ نے جس طرح جسم وبدن کو راحت وسکون پہنچانے کی تعلیم وترغیب دی ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: یا عبد الله، ألم أخبر أنك تصوم النهار وتقوم

الليل؟ قلت: بلى يا رسول الله، قال: فلا تفعل، صم وأفطر، وقم ونم، فإن لجسدك عليك حقا، وإن لعينك عليك حقا، وإن لزوجك عليك حقا[30]"اے عبداللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو اور بغیر روزے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے"، بعینہ اسی طرح روحانی اور فطری خواہشات کی جائز طور پر تکمیل کی حکم و تعلیم بھی دی ہے اور اس کے لئے باقاعدہ مصلحت کو بھی ملحوظِ خاطر فرمایا ہے، اسی لئے شریعت میں بوقتِ ضرورت مختلف طبائع کے اعتبار سے بشرطِ عدل وبرابری، ایک مرد کو ایک وقت میں ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ[31]۔"پس تم نکاح کرلو ان میں سے جو تمہیں پسند آئیں دو دو سے، تین تین سے، اور چار چار سے"۔

نکاح عبادت ہے کیوں کہ یہ انبیاء ورسولوں کی سنت ہے اور اس کی ذمہ داری کو پورا کرنا نفلی عبادت میں انشغال سے افضل ہے۔

نکاح کرنا اولاد کے حصول اور تکثیرِ امتِ مسلمہ کا ذریعہ ہے۔ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔[32]خوب محبت کرنے والی اور خوب جننے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ (بروز قیامت) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا“۔

ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے کیوں کہ نکاح کرنے سے نصفِ ایمان مکمل ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر حدیثِ مبارک ہو گزری۔

نکاح بیویوں کے ساتھ جو کہ معاشرے کی ایک اکائی ہے، حسنِ معاشرت کی تعلیم و ترغیب کا ضامن ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں بیویوں کے حقوق سے متعلق فرمایا ہے کہ: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[33]"اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو"۔

نکاح کرنے سے نظر اور شرم گاہ ہر دو کی حفاظت وصیانت ہوتی ہے اور یوں معاشرے میں زناکاری، بدکاری وغیرہ جیسی برائیاں نہیں پنپ سکتیں، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ[34]۔ اے گروہ جوانوں کے! جو تم میں نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو)یعنی نان ونفقہ دے سکتا ہو (تو چاہیئے کہ نکاح کرے، اس لیے کہ وہ آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور فرج کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو)اس خرچ کی (تو روزے رکھے کہ یہ اس کے لیے گویا خصی کرنا ہے۔“

اسلام نے حفاظتِ نسب ونسل کو مقاصدِ شریعت کا ایک مستقل حصہ ٹھہرایا ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جب کہ معاشرے میں نکاح کا عمل اپنی صحیح نہج پر قائم ودائم رہے۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الموافقات" میں اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:
الْقِسْمُ الْأَوَّلُ: مَقَاصِدُ الشَّارِعِ النَّوْعُ الْأَوَّلُ: فِي بَيَانِ قَصْدِ الشَّارِعِ فِي وَضْعِ الشَّرِيعَةِ۔۔۔۔۔۔۔ وَالْعَادَاتُ رَاجِعَةٌ إِلَى حِفْظِ النَّفْسِ وَالْعَقْلِ مِنْ جَانِبِ الْوُجُودِ[35]۔ خلاصۃً یوں کہا جا سکتا ہے کہ 1۔ حفاظتِ دین 2۔ حفاظتِ عقل 3۔ حفاظتِ جان 4۔ حفاظتِ نسب 5۔ حفاظتِ مال جیسے مقاصدِ شریعت میں سے دین کا ایک بہت بڑا مقصد نسب کی حفاظت ہے، جو کہ نکاح کے ذریعے محفوظ کیا جاتا ہے، اگر نکاح کا عمل مفقود

ہو جائے تو دین کا ایک بہت بڑا مقصد ادھورا رہ جائے گا۔ نسب کی حفاظت شریعت کا ایک مستقل اور تفصیلی موضوع ہے جس پر قرآن کریم ،احادیثِ مقدّسہ اور فقہائے کرامؒ نے تفصیلی کلام فرمایا ہے اور بہت سے باریک مسائل کا تعلق اس مقصد سے ہے، جن میں تبدیلی شریعت کی رو سے گوارہ نہیں۔ مغربی معاشرے میں خاندانی نظام نفع وفائدے کے اصول پر مبنی ہے اس لئے خاندانی نظام وہاں تباہی کے دہانے کھڑا ہے جب کہ اسلام اپنی تعلیمات کو عقائد وعبادات تک ہی خاص نہیں کرتا بلکہ معاشرت میں بھی اسے بڑا مقام دیتا ہے اور اسی بناء پر اسلامی معاشرے وحی اور تعلیماتِ وحی پر مبنی ہیں۔

نکاح کرنے سے مرد وعورت کے لئے شرعی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داریوں کی سمت کا تعین بھی طے ہو جاتا ہے۔ چوں کہ نکاح سے پہلے ہر دو خود کو آزاد وغیر ذمہ دار سمجھتے ہیں جو کہ مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے، شریعتِ مطہرہ نے معاشرتی طور پر تمام لوگوں کو ذمہ دار و نگہبان ٹھہرایا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته، والأمير راع، والرجل راع على أهل بيته، والمرأة راعية على بيت زوجها وولده، فكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته۔[36] "تم میں سے ہر ایک نگہبان (ذمہ دار ونگران) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ اور حاکم (وقت یا کوئی بھی صاحبِ عہدہ) نگہبان ہے اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر نگہبان ہے۔ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا"۔ اس لئے نکاح کرنے سے معاشرتی طور پر مرد وعورت ہر دو پر جو ذمہ داری عائد ہو گی وہ انہیں ان کے اعمال وافعال کی سمت میں لگا کر معاشرے کا ایک فعال کردار بنا دیتی ہے۔

نکاح بظاہر دو افراد کے ایجاب وقبول کا نام محسوس ہوتا ہے لیکن اس کے عالمگیر ومعاشرے پر اثر انداز ہونے والے اثرات ہیں اسی لیے اسلام نے اس کی معاشرتی اور خاندانی حیثیت کو بھی مد نظر رکھا۔ مرد اور عورت اسلامی معاشرے میں نکاح سے پہلے ایک دوسرے کے لئے نامحرم واجنبی رہتے ہیں، لیکن باہمی رضامندی سے محرم بن کر ایک طویل سفر شروع کرتے ہیں اور یہ سفر شروع ہوتے ہی ان کی اجنبیت ایک خوبصورت اور پاکیزہ جوڑے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے محبت کی جائز تکمیل کے لئے نکاح بہترین حل فرمایا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: لَمْ نَرَ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ۔[37] "دو شخص کے درمیان محبت کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی"۔ نکاح کے بعد دونوں مرد اور عورت کے ناموں کے بجائے "میاں" اور "بیوی" کے نام سے جانے جاتے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد والدین کی شکل میں بدل جاتے ہیں، جب اولاد کی نعمت سے ان کی گود چمک اٹھتی ہے تو "ماں" اور "باپ" کا رتبہ مل جاتا ہے، جس کے بعد وہ ایک ذمہ دار والدین کا کردار ادا کرنے کا پابند بن جاتے ہیں اور ان کی اَن تھک محنت وجدوجہد سے ان کی اولاد ایک ذریّت طیبہ بن کر اللہ تعالیٰ کی زمین کے لیے خیر کا کردار ادا کرتی ہے۔ یہاں اولاد کے لئے والدین کے ساتھ صلۂ رحمی بنص قرآنی یعنی وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا[38] "اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو"۔ لازم ٹھہرتی ہے جس سے فرقِ مراتب کے ظہور شریعت کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک مختصر جوڑا والدین، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، بہن بھائی اور خالہ پھوپھی کے رشتوں میں بدل جاتا ہے۔ الغرض رشتوں کی ایک حسین لڑی ہے جس میں حقوق، تعلق، عقیدت، محبت

،احسان اور صلہ رحمی کے موتی پروئے جاتے ہیں۔اس طرح اسلام نکاح کو خاندانی نظام کی مضبوطی اور پھر معاشرتی اصلاح میں بدل دیتا ہے۔اور یہی اسلام کی وہ خوبصورتی ہے جس کی بدولت یہ تمام ادیان سے منفرد و خاص ہو کر انفرادی و اجتماعی طور پر تمام پہلوؤں میں انسانیت کی حقیقی ترجمانی کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا خاصہ ایک مسلمان کے روزہ مرہ کی زندگی کے اعتبار سے سادگی اور غیر تکلّف تعلیمات پر مبنی ہے کیوں کہ تصنع و بناوٹ بہت سے مطلوب وضروری امور کی انجام دہی سے مانع بن جاتے ہیں نکاح میں بھی مقصد اس کے حصول میں آسانی ہے تاکہ غیر نکاح جیسے زنا و دواعیٔ زنا کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے۔امّاں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً۔"[39] "بے شک سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جو خرچے کے اعتبار سے کم / معتدل ہو"۔

نکاح کی اقسام:

فقہاءؒ نے نکاح کو چھ / 6 اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ (1)فرض۔(2)واجب۔(3)سنت(4)مستحب۔(5)حرام۔(6)مکروہ۔

صاحب البحر الرائق نے وضاحت کچھ یوں بیان کی ہے کہ: وَصِفَتُهُ فَرْضٌ وَوَاجِبٌ وَسُنَّةٌ وَحَرَامٌ، وَمَكْرُوهٌ، وَمُبَاحٌ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فَبِأَنْ يَخَافَ الْعَجْزَ عَنْ الْإِيفَاءِ بِمَوَاجِبِهِ۔[40] بطورِ اختصار پوری عبارت کا مفہومی ترجمہ حسبِ ذیل ہے۔

اگر کوئی شخص مہر و نفقہ پر قدرت رکھے اور شہوت کے غلبے کی وجہ سے بدکاری میں مبتلا ہونے کا خوف و غلبہ ہو تو نکاح کرنا ایسے شخص پر فرض ہے اور اگر کسی شخص کو نکاح کی طرف رغبت ہو لیکن زنا و بدکاری میں ابتلاء کا اندیشہ نہ ہو، اور مہر و نفقہ بھی ادا کرنے پر قادر ہو تو ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا واجب ہے۔اگر شہوت و معصیت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو البتہ مہر و نفقہ پر قدرت ہو تو نکاح کرنا سنت ہے۔اگر کسی شخص کے پاس فی الحال اسبابِ نکاح موجود ہوں، البتہ آئندہ کے لئے نفقہ و سکنیٰ مع اخراجات دشواری ہو تو نکاح ایسی حالت میں کرنا مستحب ہے۔ اگر نکاح کرنے سے بیوی کے حقوق کی پائمالی و حق تلفی مقصود ہو اور ایسا شخص نکاح کو حصولِ عفتِ و عصمت اور اولاد کے بجائے ظلم و عدوان کا ذریعہ سمجھے تو نکاح حرام ہے۔اگر ظلم و زیادتی کی نیت تو نہ ہو البتہ ابتلاء کا قوی امکان ہو تو نکاح کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

خلاصۂ بحث:

مذکورہ تحقیقی مواد کو قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرنے کے بعد چند باتیں بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اس پر عمل کرے وہ کسی بھی الجھن یا پریشانی میں مبتلا نہیں ہو سکتا، اس وقت مغربی تہذیب کی نحوست اپنے عروج پر ہے جس سے نوجوان نسل بد حواسی کا شکار ہے اور انہی تحفظ عقل و نسل سے بہکانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور خواہشات پوری کرنے کے سلسلے میں شرعی تقاضوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے جب کہ نکاح کرنا اسلام کی روشنی میں ایک کثیر الفوائد عمل ہے۔اس میں انفرادی و معاشرتی خوبیاں پائی جاتی ہیں تو فرد و معاشرے میں ایک فطری توازن بھی قائم رہتا ہے۔شریعتِ مطہرہ نے اس کی انجام دہی میں حائل تمام رکاوٹوں کو خصوصی و عمومی طور سے اپنی تعلیمات کے ذریعے واضح کر کے ان سے بچنے کی تلقین کر رکھی ہے۔ مثلاً موجودہ زمانے میں نکاح سے مانع بڑی چیز تکثیر فی المہر یعنی مہر کی زیادتی ہے جس کی وجہ سے نکاح کی طرف رغبت ہی کم ہو جاتی ہے اور ایک شرعی عمل کے مقابلے میں غیر شرعی و خلافِ تعلیماتِ اسلام یعنی

"زنا" جیسا مبغوض ترین عمل جس کے بارے میں قرآن وسنت نے مختلف پیرایوں سے رک جانے کی تعلیم و تاکید کر رکھی ہے، خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا[41]۔ "اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو، وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو تہدیداً ناقصِ ایمان قرار دیا: لایزني الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ[42] "کوئی مؤمن حالتِ ایمان میں زنا نہیں کرتا" کو وجود ملتا ہے۔ اس لئے نکاح کو آسان بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ایک صالح و متوازن معاشرہ نشو نما پائے۔ نیز اسلامی تعلیمات میں مہر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ولیمہ میں بھی میانہ روی کا درس دے رکھا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ: طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ، وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ۔[43] پہلے روز کا کھانا حق ہے، دوسرے روز کا کھانا سنت ہے۔ اور تیسرے روز کا کھانا تو محض دکھاوا اور نمائش ہے اور جو ریاکاری کرے گا اللہ اسے اس کی ریاکاری کی سزا دے گا"۔

مصادر و مراجع

---

[1] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد المتوفیٰ 970ھ، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت-لبنان، ص: 147

[2] القرآن المجید 54:44

[3] ابو الحسین، احمد بن فارس بن زکریا القزوینی المتوفی 395ھ، باب النون والکاف وما یثلثھما، دار الفکر، ج: 5، ص: 475

[4] سورۃ النساء 22:4

[5] الشریف الجرجانی، علی بن محمد بن علی الزین المتوفیٰ 816ھ، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیہ، بیروت-لبنان، ص 246

[6] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب من قال لا نکاح لا بولی، دار طوق النجاۃ، ج7، ص15، رقم الحدیث: 5127

[7] ابن الھمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المتوفیٰ: 861ھ، فتح القدیر، دار الفکر، ج3، ص247

[8] ابو الحسن مسلم بن الحجاج النیساپوری، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ندب من رای امراۃ فوقعت الخ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج2، ص1025

[9] صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب الشغار، ج7، ص12، رقم الحدیث: 5112

[10] شمس الائمہ السرخسی محمد بن احمد ابی سھل المتوفیٰ: 483ھ، المبسوط، کتاب النکاح، دار المعرفۃ-بیروت، ج4، ص192

[11] ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء، المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت،

[12] ابو الحسن برھان الدین، علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، دار احیاء التراث العربی

[13] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الاب البکر الصغیرۃ، رقم الحدیث: 1422، ج2، ص1038

[14] ابو بکر البیھقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی، شعب الایمان، حسن الخلق: حقوق الاولاد والوالدین، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض

[15] شعب الایمان، ج11، ص137

[16] علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب لا نکاح، فصل شرائط انکاح، دار الکتب العلمیہ، ج2، ص232

[17] سورۃ النور 65:24

[18] ابو القاسم الطبرانی، سلیمان بن احمد نب ایوب اللخمی الشامی، باب المیم من اسمہ: محمد، دار الحرمین-القاھرۃ، ج7، ص332، رقم الحدیث:7647

[19] ابو عیسیٰ الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی التزویج والحث علیہ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ االبابی الحلبی-مصر

[20] سورۃ البقرۃ2:285

[21] المصدر السابق

[22] سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل، ج1، ص320رقم الحدیث:171

[23] ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، دار احیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسیٰ البابی الحلبی

[24] سورۃ الاحزاب33:21

[25] ابو یعلی الموصلی، احمد بن علی بن المثنیٰ، مسند ابو یعلیٰ، اول مسند ابن عباس، دار المامون للتراث-دمشق، ج5، ص133،، رقم الحدیث:2748

[26] صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب الترغیب فی النکاح، ج7، ص2، رقم الحدیث:5063

[27] المصدر السابق

[28] ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح وماجاء فی ذلک، مکتبۃ القدسی-القاھرہ

[29] سورۃ الروم30:21

[30] صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب لزوجک علیک حق، ج7، ص31، رقم الحدیث:5199

[31] سورۃ النساء04:03

[32] ایضاً

[33] سورۃ النساء04:19

[34] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ، ج2، ص1080رقم الحدیث:1400۔

[35] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الغرناطی، الموافقات، کتاب المقاصد، النوع الاول، دار ابن عفان، ج2، ص18-19

[36] صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ باب المراءۃ راعیۃ فی بیت وجھا، ج7، ص31، رقم الحدیث:5200

[37] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، دار احیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسیٰ البابی الحلبی

[38] سورۃ الاسراء17:23

[39] ابو عبد الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ بتحقیق شعیب الارنؤوط وغیرہ، ج41، ص75رقم الحدیث:24529

[40] ابن نجیم مصری، زین الدین بن ابراہیم بن محمد المتوفیٰ970ھ، البحر الرائق، کتاب النکاح، دار الکتاب الاسلامی، ج3، ص85

[41] سورۃ الاسراء17:32

[42] ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، باب لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص44، رقم الحدیث:198

[43] سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الولیمۃ، ج3، ص395رقم الحدیث:1097